Volume 03, Issue 02,
April-June 2025
PP: 12-18
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN
Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

مفتی تقی عثمانی کے اقتصادی افکار میں شرکت ومضاربت کی تعبیر۔ایک تحقیقی جائزہ

The Interpretation of Partnership and Muḍārabah in the Economic Thought of Muftī Taqī ʻUsmānī: An Analytical Study

Dr. Hafiz Nasir Ali [1], Muhammad Zubair Madni [2]

Article History

Received
02-03-2025

Accepted
22-04-2025

Published
29-04-2025

Indexing

Abstract

This study delves into the conceptualization and interpretation of Shirkah (partnership) and Muḍārabah (profit-sharing) in the economic thought of Muftī Taqī ʻUsmānī, a leading contemporary scholar in Islamic finance. As one of the foremost authorities on modern Islamic jurisprudence, Muftī ʻUsmānī has played a pioneering role in reshaping classical Islamic commercial law to meet the needs of the modern financial system without compromising on Sharīʻah principles. This paper critically examines how he has articulated the frameworks of partnership and Muḍārabah within the broader context of Islamic banking and finance.

The study explores key features of these contracts in Muftī ʻUsmānī's writings, including conditions for validity, profit-loss sharing mechanisms, risk distribution, and ethical boundaries. It also evaluates his responses to contemporary challenges, such as capital protection, agency conflicts, and the risk of Sharīʻah non-compliance in institutional practices. Through a systematic review of his fatāwā, academic publications, and policy contributions to Islamic financial institutions, this research identifies a consistent methodology that blends fidelity to classical jurisprudence with practical adaptability. The findings suggest that Muftī ʻUsmānī's interpretations offer a viable model for integrating traditional Islamic principles into modern economic structures, promoting both justice and economic efficiency. This paper contributes to the growing body of scholarship that seeks to bridge the gap between Islamic legal theory and contemporary financial realities, offering insights for scholars, practitioners, and institutions committed to authentic and sustainable Islamic finance.

Keywords:

Islamic Finance, Mufti Taqi Usmani, Partnership, Muḍārabah, Shariah-Compliant Contracts, Islamic Economic Thought, Profit-Sharing, Shirkah, Jurisprudence, Contemporary Islamic Banking.

[1] *Assistant Professor(V), Department of Islamic Studies, Thal University, Bhakkar.* rao5110@gmail.com
[2] *PhD Scholar, Department of Hadith & Sirah, Islamia University of Bahawalpur.* madni323@gmail.com

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

شرکت و مضاربت کی تعریف اور ان کے مابین فرق

شرکت میں تمام شرکاء سرمائے میں حصہ دار ہوتے ہیں اور شرکت عنان میں شرکاء کے درمیان سرمائے میں تفاوت بھی جائز ہے، جبکہ تمام شرکاء کاروبار کے عمل میں حصہ دار بھی ہو سکتے ہیں اور اگر کوئی عملاً کاروبار میں دخل نہ دے اور کاروبار سے الگ تھلگ رہے تو اس کی بھی اجازت ہو سکتی ہے۔

جبکہ مضاربت میں ایک فریق کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرے فریق کا عمل ہوتا ہے پہلے کو "رب المال" اور دوسرے کو "مضارب" کہتے ہیں۔ مضاربت میں یہ شرط ہے کہ رب المال کاروبار مضاربت میں عملاً دخل نہ دے گا ورنہ مضاربت فاسد ہو گی۔[1]

شرکت و مضاربت

مفتی تقی عثمانی صاحب نے شرکت و مضاربت کو موجودہ سودی نظام کا صحیح متبادل طریقہ قرار دیا ہے جو سود سے بدرجہا اچھے نتائج کا حامل ہے۔ یہ تمویل کا نہایت مثالی، عادلانہ اور منصفانہ طریقہ ہے جس کے تقسیم دولت(distribution of wealth) پر بہت اچھے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔[2]

شرکت و مضاربہ، سود کا حقیقی متبادل

فقہاء کی متفقہ رائے ہے کہ بینک سود کے ذریعہ منافع کماتے ہیں۔ اس لیے جب مسلم دنیا بشمول پاکستان میں یہ بحث شروع ہوئی کہ اس کے متبادلات کو تلاش کیا جائے کہ جن کے توسط سے منافع کمایا جاسکے تو اس کے لیے یہ فتاویٰ سامنے آئے کہ وہ متبادلات "مشارکہ و مضاربہ" ہیں۔[3] مشارکہ میں چونکہ یہ ہوتا ہے کہ تمام حصہ دار سرمایہ اور محنت لگاتے ہیں جبکہ بینک کے معاملات میں کچھ لوگ سرمایہ دیتے ہیں اور کچھ محنت کرتے ہیں، تو اس لیے عملی طور پہ مشارکہ کی حیثیت کارگر نہیں ہوتی اور زمینی سطح پہ مضاربہ کو ہی سود کا اصل متبادل خیال کیا جاتا ہے۔[4]

مفتی تقی عثمانی صاحب نے معیشت پر لکھی گئی اپنی کتب میں اسی فکر پر زور دیا ہے کہ بینک کے سود کا متبادل شرعی لحاظ سے شرکت و مضاربہ ہیں۔[5]

مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک مضاربہ

عرب معاشرے میں کاروبارِ مضاربت زمانہ قبل اسلام سے رائج تھا۔ یہ قراض اور مضاربت کے ناموں سے پہچانا جاتا تھا۔ قریش میں بیشتر لوگ تجارت پیشہ تھے، اس کے علاوہ ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ ان میں بہت زیادہ بوڑھے بھی تھے جو کہ سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے، عورتیں اور چھوٹے نابالغ بچے بھی تھے، یتیم، کثیر المشاغل اور مریض لوگ بھی تھے۔ وہ اپنا مال مضاربت پر ان لوگوں کو دیا کرتے تھے جو منافع میں ایک مقررحصے پر تجارت کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے اسلام آنے کے بعد بھی اس عمل کو جاری رکھا اور مسلمانوں نے اس پر عمل کیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی کاروبار کو مضاربت کی بنیاد پر سرانجام دیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال قراض کی صورت میں لے کر بیرون ملک تشریف لے گئے تھے۔ پھر عام صحابہ کرامؓ بھی لوگوں سے روپیہ لے کر یا دوسروں کو روپیہ دے کر خود فائدہ حاصل کرتے اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتے تھے۔[6]

معاملہ مضاربت کو مشروع قرار دینے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بعض لوگ مالدار اور غنی تو ضرور ہوتے ہیں لیکن وہ مال کے ساتھ کاروبار کرنے کے اہل نہیں ہوتے۔ کاروباری معاملات میں نابلد ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں بعض لوگ کاروبار میں مہارت تو رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس کاروبار کرنے کے لیے سرمایہ نہیں ہوتا۔ اس بنا پر مضاربت کے جواز کی ضرورت پیش آئی تاکہ لوگ ان حالات میں نقصان اور گھاٹے میں مبتلا نہ ہو جائیں اور کند ذہن مالدار اور عقلمند تنگ دست کی فلاح و بہبود ایک بہتر طریقے سے برقرار رہ سکے۔[7]

بنیادی طور پر مضاربہ میں دو پارٹیوں کے درمیان شراکت ہوتی ہے، ایک طرف مضارب (کام کرنے والا) ہوتا ہے اور دوسری طرف رب المال (سرمایہ لگانے والا) ہوتا ہے۔ معاملہ مضاربت میں رب المال کا سرمایہ استعمال ہوتا ہے اور مضارب کی محنت۔ کاروبار میں منافع حاصل ہونے کی صورت میں اسے حصہ داروں کے درمیان طے شدہ نسبت کے مطابق تقسیم کر دیا جاتا ہے جبکہ نقصان کی صورت میں اس نقصان کو صرف رب المال ہی برداشت کرتا ہے۔ [8]

مفتی تقی عثمانی صاحب کے نزدیک مضاربت کے تین ارکان: [9]

1. عاقدین (مال و عامل)
2. معقود علیہ (سرمایہ، کام، نفع)
3. صیغہ (ایجاب و قبول)

مفتی تقی عثمانی صاحب کے ہاں مضاربت کا شرعی ثبوت

مفتی تقی عثمانی صاحب نے مضاربہ کی مشروعیت کے حوالے سے کئی جگہ پر کلام کیا ہے اور اسے سود کا ایک بہتر متبادل قرار دیا ہے، جس سے نفع کمایا جاسکتا ہے اور اس کے لیے قرآن وحدیث سے دلائل بیان کیے ہیں۔

مضاربت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

مفتی تقی عثمانی صاحب کے مطابق فقہائے اسلام [10] مندرجہ ذیل قرآنی آیات سے مضاربت کا حکم ثابت کرنے پر متفق ہیں:

عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنكُم مَّرْضٰى وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ [11]

اور دوسرے زمین میں چل پھر کر (تجارتی سفر کرکے) اللہ کے فضل سے روزی تلاش کرتے ہیں اور مضارب اللہ کے فضل سے روزی تلاش کرنے کے لیے زمین میں چلتا پھرتا ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [12]

پس جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کو تلاش کرو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ [13]

کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا۔

مضاربت میں رزق اور منافع کی تلاش ہوتی ہے۔

لایبیعُ حاضرٌ لبادٍ دعوا النَّاسَ یرزقُ اللَّهُ بعضَهم من بعضٍ [14]

شہری آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ دیہات سے آنے والے آدمی کے سامان کو فروخت کر دے۔ لوگوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے رزق دلاتا ہے۔

مضاربت میں بھی ایک سے دوسرے کے لیے رزق موجود ہے۔

آنحضرت ﷺ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قراض پر کام لیا۔ چنانچہ مؤرخ طبری ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ:

"خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی نہایت مالدار تاجر بی بی تھیں، دوسرے لوگ ان کے مال کی تجارت کرتے تھے اور منافع میں سے وہ کچھ ان کو دیا کرتی تھیں۔ قریش تاجر قوم تھی۔ چنانچہ جب حضرت خدیجہؓ کو رسول ﷺ کی راست گفتاری، امانت داری اور نیک کرداری کا علم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کو بلایا اور درخواست کی کہ آپ میرا تجارتی مال

لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر دیتی تھی اس سے زیادہ آپ کو دوں گی اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دوں گی۔ آپ ﷺ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور آپ ﷺ ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔"[15]

مفتی تقی عثمانی صاحب کی مضاربہ سے متعلق توضیحات

مفتی تقی عثمانی صاحب نے اپنی کتب میں مختلف مقامات پر مضاربہ کے حوالے سے کچھ توضیحات بیان کی ہیں جن کا خلاصہ یہ نکلتا ہے:[16]

- مضاربت دو فریق یعنی مضارب اور رب المال کے درمیان تجارتی شرکت ہوتی ہے۔ اس معاملہ میں مضارب کی محنت اور رب المال کا سرمایہ ہوتا ہے۔ حاصل شدہ منافع مقررہ شدہ نسبت کے مطابق دونوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور نقصان صرف رب المال ہی برداشت کرتا ہے۔ اسی طرح مضاربہ کمپنیاں مضارب کی حیثیت رکھتی ہیں اور مضاربہ سرٹیفیکیٹ ہولڈرز رب المال کی حیثیت۔ مضاربہ کمپنی کسی نقصان کی ذمہ دار نہیں ہوتی۔
- مضاربت میں رب المال کو نفع دینے یا راس المال کے سلامت رہنے کی ضمانت دینا شرعاً ناجائز ہے۔ ایسا محفوظ نفع سود کے زمرے میں آتا ہے۔ معاہدے میں کوئی ایسی شرط جو کسی ایک فریق کے لیے نفع کی ایک مقدار مخصوص کر دے، معاہدے کو فاسد کر دیتی ہے۔ مضاربت میں ضروری ہے کہ رب المال خطرہ مول لینے کے لیے تیار ہو۔
- مضاربہ فنڈ کے لیے کمپنی شرعی طریقوں سے کاروبار کرتی ہے۔ اس فنڈ میں دس فیصد سرمایہ کمپنی کا ہوتا ہے اور باقی عوام کا۔ کمپنی کل منافع پر دس فیصد حصہ لیتی ہے اور سالانہ منافع پر دس فیصد مینجمنٹ فیس لیتی ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے پاک مضاربہ کاروبار کی چند وجوہات بیان کی ہیں جن کی بنا پر اسے غیر سودی کہا جا سکتا ہے۔ ان کا خلاصہ اس طرح ہے:

مضاربہ کمپنیاں اسلامی مالیاتی نظام: مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ کے ذریعے کاروبار کرتی ہیں اور جن دستاویزات پر یہ معاہدہ مرابحہ یا اجارہ ہوتا ہے وہ مذہبی بورڈ کے تیار کردہ ہیں۔

مضاربہ کا مرابحہ، بینکوں کے مرابحہ اور مضاربہ کا اجارہ لیزنگ کمپنی سے بالکل مختلف ہے۔

علماء اور ماہرین اقتصادیات کی متفقہ رائے ہے کہ مضاربہ کاروبار غیر سودی ہے۔

مضاربہ میں شریعت کے خلاف جو چیز نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ چند ایک مضاربہ کمپنیاں بہت ہی کم پیمانہ پر بینکوں کے حصص خریدتی ہیں اور بینکوں کا سود باجماع امت ربا اور حرام ہے۔ مضاربہ کمپنیوں کو بینکوں اور انشورنس کے حصص میں انویسٹمنٹ نہیں کرنی چاہیے۔

اسلامائزیشن کے عمل میں صرف مضاربہ ہی اہم اسلامی مالیاتی ادارہ کے طور پر سامنے آیا ہے اور حقیقت میں اس نے دوہرا کام انجام دیا ہے:

- صنعتی معاملات سے سود کا خاتمہ
- اسٹاک ایکسچینج کے ذریعہ ایکویٹی فنانسنگ کی بنیاد پر انتہائی ضروری وسائل کی فراہمی۔

تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مضاربہ کی کامیابی میں موجودہ مالیاتی محرکات یعنی

- کمپنی کے منافع کا 90 فیصد حصہ مضاربہ سرٹیفیکیٹ ہولڈرز کے درمیان تقسیم کر دینے کی صورت میں ٹیکس کی مکمل چھوٹ۔
- افراد کو منافع کی شکل میں ملنے والی رقم پر ٹیکس کی چھوٹ کی سہولت کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب تجویز دیتے ہیں کہ مضاربہ کاروبار کو مزید فروغ دینے کے لیے حکومت کو درج ذیل تجاویز پر غور کرنا چاہیے:[17]

- ❖ موجودہ حالات میں مضاربہ صرف محدود فنڈز کے ساتھ کام سر انجام دے رہی ہیں جو سپانسر کرنے والوں کے اپنے سرمایہ اور عام پبلک کی طرف سے فراہم کردہ سرمایہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ مضاربہ کے پاس اپنے موجودہ فنڈز میں اضافہ کرنے کا دوسرا واحد طریقہ "Issvance of rights" ہے جس کا اپنا سکوپ بھی انتہائی محدود ہے۔ دوسرے اداروں کی طرح مضاربہ کو سرمایہ حاصل کرنے کے لیے معیاری سرٹیفکیشن کے اجراء کی اجازت دینا ان کے لیے مفید ثابت ہو گا۔
- ❖ ایک تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ مالیاتی محرکات کی موجودگی جس کی اجازت دوسرے طریقہ ہائے کاروں میں نہیں ہے ایک بڑی کشش کا باعث ہیں جس کی وجہ سے مضاربہ کمپنیاں بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہیں۔ حکومت میں نگرانی کا کردار ادا کرنے والے پیشہ وروں کی اہلیت اور مؤثر کارکردگی کی ضروریات کے مطابق ہونا چاہیے اور جو ان اداروں کی طرف سے طے کیے جانے والے معاملات کی نگرانی کے نقطہ نظر سے مؤثر کارکردگی کی ضروریات کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس لیے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ مضاربہ کی بہتات ہو جانے کی صورت میں چند مضاربہ جات کا غلط رویہ تمام مضاربہ جات کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ مضاربہ کی تعداد میں اضافہ سے قبل انضباطی مجالس (regulatory bodies) کی اہلیت اور گنجائش میں اضافہ کیا جانا ضروری ہے۔ تاکہ نگرانی اور رہنمائی کے عمل کو وسیع پیمانے پر سر انجام دیا جا سکے۔
- ❖ سرمایہ کاری کے آغاز سے پہلے تجاویز کی چھان بین اور وظائف کی نگرانی کا عمل ایک ہی ادارے کو سر انجام دینا چاہیے۔ موجودہ حالات میں پہلا کام "C.I.A" سر انجام دیتا ہے جبکہ سٹیٹ بینک صرف دوسرے کام میں دلچسپی لیتا ہے۔ یہ دونوں کام اگر ایک ہی ایجنسی سر انجام دے تو یقیناً یہ زیادہ مؤثر اور مناسب ہو گا۔

سود کا صحیح اسلامی متبادل شرکت اور مضاربت کا طریقہ ہے، جو سود سے بدرجہا اچھے نتائج کا حامل ہے۔ یہ تمویل کا نہایت مثالی، عادلانہ، منصفانہ طریقہ ہے، جس کے تقسیم دولت پر بہت اچھے نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے بینکنگ کا یہ تصور بھی ختم ہو سکتا ہے کہ بینک کاروبار کے عمل سے بالکل الگ تھلگ رہتے ہوئے صرف سرمایہ فراہم کرنے کے لیے واسطہ بنتا ہے۔ شرکت اور مضاربت کا نظام جاری ہونے کی صورت میں بینک کا نام خواہ بینک ہی رہے، لیکن بینک کی یہ حیثیت ختم ہو جائے گی، اب بینک کا باقاعدہ کاروبار میں عمل دخل ہو گا۔

شرکت و مضاربت کے بنیادی اصول

مفتی تقی عثمانی صاحب نے شرکت و مضاربت کے چند بنیادی اصول بیان کیے ہیں جن کی ایسے معاملات میں رعایت رکھنا ضروری ہے:[18]

1. سرمائے کے تناسب سے نفع مقرر کرنا شرعاً جائز نہیں۔ نفع مقرر کرنے کا صحیح شرعی طریقہ یہ ہے کہ جو نفع حقیقت میں ہو گا اس کا فیصد حصہ مقرر کیا جائے۔
2. نفع کا جو تناسب بھی چاہیں باہمی رضامندی سے طے کر سکتے ہیں مثلاً کسی کا سرمایہ چالیس فیصد ہو اور اس کے لئے ساٹھ فیصد نفع کی شرط لگائی جائے اور دوسرے کا سرمایہ ساٹھ فیصد ہو اور اس کے لئے چالیس فیصد نفع کی شرط لگائی جائے، یہ جائز ہے۔ نفع کی تقسیم بقدر سرمایہ ضروری نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مختلف شرکاء کے لئے مختلف شرطیں طے کی جا سکتی ہیں، جس کو آج کل کی اصلاح

میں ''وزن'' دینا کہتے ہیں۔ مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے۔ البتہ جس شریک نے کام نہ کرنے کی شرط لگائی ہو، اس کا نفع اس کے سرمائے کے تناسب سے زائد نہیں ہو سکتا۔

3. نفع میں تو مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، لیکن نقصان میں اس طرح کرنا جائز نہیں۔ نقصان بہر حال سرمایہ کے بقدر ہو گا۔

حوالہ جات:

[1] مفتی تقی عثمانی، **غیر سودی بینکاری**،(کراچی: مکتبہ معارف القرآن)، ص 300-

[2] مفتی تقی عثمانی، **اسلام اور جدید معیشت وتجارت**،(کراچی: ادارۃ المعارف)، ص 137-**ہمارا معاشی نظام**،(کراچی: مکتبہ دار العلوم)، ص 141-

[3] ایضاً، ص137-

[4] مفتی تقی عثمانی، **اسلامی بینکاری کی بنیادیں**، مترجم، محمد زاہد،(فیصل آباد: مکتبہ العارفی)، ص 90-

[5] ایضاً

[6] مفتی تقی عثمانی، **اسلامی بینکاری، تاریخ وپس منظر اور غلط فہمیوں کا ازالہ**،(کراچی: مکتبہ الافنان)، ص 80-

[7] مفتی تقی عثمانی، **سود پر تاریخی فیصلہ**،(کراچی: مکتبہ ادارۃ المعارف)، ص 52-88-

[8] مفتی تقی عثمانی، **غیر سودی بینکاری**،(کراچی: مکتبہ معارف القرآن)، ص300-

[9] ایضاً

[10] الکاسانی، علاء الدین ابی بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع**، کتاب المضاربۃ،(بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003ء)، 79/6-الجزیری، **کتاب المذاہب الاربعہ**،(بیروت: دار صادر، 1998ء)، المضاربۃ: 34/3-

[11] سورۃ المزمل 20:73-

[12] سورۃ الجمعۃ 10:62-

[13] سورۃ البقرہ 198:02-

[14] یحیی بن شرف النووی، **صحیح مسلم ،شرح النووی**، باب تحریم بیع الحاضر لباد،(دمشق: مکتبۃ الایمان، 2008ء)، 10/ 165-

[15] ابی جعفر محمد بن جریر، **تاریخ طبری**،(لاہور: نفیس اکیڈمی)، 1/62-63 -

[16] مفتی تقی عثمانی، **اسلامی بینکاری، تاریخ وپس منظر اور غلط فہمیوں کا ازالہ**،(کراچی: مکتبہ الافنان)، ص80-82-

[17] ایضاً

[18] مفتی تقی عثمانی، **اسلام اور جدید معیشت وتجارت**،(کراچی: ادارۃ المعارف)، ص134-